واقعہ کربلا

پس منظر، حقائق اور نتائج

(حصہ دوم)

شیخ طریقت متکلم اسلام

مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

خانقاہ حنفیہ، مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

فہرست

حاکم مکہ کی ابن زیاد کو اطلاع اور اقدامات:........................ 5

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا اہل کوفہ کے نام پیغام: 5

قاصد حسین کی گرفتاری: 6

قاصد حسین کی دلیری اور اعلانِ حق: 6

قاصد حسین کا قتل: 6

شہادت مسلم بن عقیل کی اطلاع: 7

قافلہ حسینی کی باہمی مشاورت: 7

عبد اللہ بن لقیط کی شہادت: 8

حضرت حسین کا جامع ترین خطبہ:........................... 8

چند لوگوں کی واپسی:................................... 8

حر بن یزید کا لشکر:.......................................9

نماز ظہر اور عصر کی ادائیگی: 9

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا خطبہ: 10

حر بن یزید کی رکاوٹ: 10

واپسی کا حکم: 10

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حر بن یزید کا مکالمہ: 11

نہ کوفہ نہ مدینہ: 11

قافلہ حسینی کربلا میں خیمہ زن: 11

حر بن یزید کے نام ابن زیاد کا پیغام: 12

ہم پہل نہیں کریں گے: 12

عمر بن سعد کا لشکر کربلا میں: 12

عمر بن سعد کا ابن زیاد کو خط: 13

ابن زیاد کی ہٹ دھرمی اور ظلم: 13

پانی کی بندش اور 20 مشکیزوں کا حصول: 13

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی تین شرائط: 14

عمر بن سعد کا ابن زیاد کے نام خط: 14

شمر ذی الجوشن کی خباثت: 14

شمر ذی الجوشن کے ہاتھ عمر بن سعد کو خط: 15

ابن زیاد کا خط عمر بن سعد کے نام: 15

عمر بن سعد کے نام ابن زیاد کا خط:............................16
خواب میں زیارت رسول ﷺ:............................16
حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا شمر کے نام پیغام:............................16
حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا خطبہ:............................17
سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو وصیت:............................17
عاشوراء کی رات:............................18
صفوں کی ترتیب:............................18
حر بن یزید کی لشکر حسینی میں شرکت:............................18
حر بن یزید کی معافی اور شہادت:............................18
دشمنوں کی سفاکی:............................19
حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت:............................19
آفتاب اہل بیت غروب ہو گیا:............................19
شہدائے کربلا کی بے حرمتی:............................20
ظلم بالائے ظلم:............................20
ارے ابن زیاد ارے بد بخت:............................20

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں نازل ہوں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے سفیر حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ پر جنہیں ابنِ زیاد نے شہید کر دیا۔ کوفیوں کی غداری اور حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اس وقت ہوئی جب آپ مکہ سے نکل کر کوفہ کے قریب پہنچے۔

حاکم مکہ کی ابن زیاد کو اطلاع اور اقدامات:

دوسری طرف حاکم مکہ نے یزید کو اسی وقت یہ اطلاع بھیج دی تھی جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ مکہ سے روانہ ہوئے تھے۔ یزید نے عبید اللہ بن زیاد کی طرف پیغام بھیجا کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما کوفہ آرہے ہیں، خبر دار رہنا۔ جس راستے سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ تشریف لا رہے تھے اسی راستے پر ابن زیاد نے فوجی دستے مقرر کر دیے کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو گرفتار کر کے میرے پاس لے آئیں۔ ابن زیاد نے اپنی فوج کے ایک افسر حصین بن نمیر کو آگے بھیجا کہ قادسیہ پہنچ کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے مقابلے کی خوب تیاری کرے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا اہل کوفہ کے نام پیغام:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ جب مقام حاجر تک پہنچے تو آپ نے کوفہ والوں کے نام ایک خط لکھا اور قیس بن مسہر رحمہ اللہ کے ہاتھ ان کی طرف روانہ کیا۔ اس خط میں اپنی آمد کی اطلاع دی اور اہل کوفہ نے جس کام کے لیے خطوط و

وفود بھیجے تھے اس کام کو پورا کرنے کی ہدایت دی۔

قاصد حسین کی گرفتاری:

قیس بن مسہر رحمہ اللہ جب یہ خط لے کر قادسیہ پہنچے تو ابن زیاد کے سپاہیوں نے ان کو گرفتار کر لیا اور ابن زیاد کے پاس بھیج دیا۔ ابن زیاد نے قیس بن مسہر رحمہ اللہ سے کہا کہ میری قصر امارت کی چھت پر چڑھ کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر سب و شتم اور لعن طعن کرو۔ حضرت قیس بن مسہر کو قصر امارت کی چھت پر چڑھایا گیا لوگ جمع کیے گئے۔

قاصد حسین کی دلیری اور اعلانِ حق:

حضرت قیس بن مسہر رحمہ اللہ نے چھت پر چڑھ کر بلند آواز میں پہلے اللہ کی حمد و ثناء کی۔ اس کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کرتے ہوئے فرمایا: کوفہ والو!

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے اور لختِ جگر ہیں۔ اس وقت خلقِ خدا میں سب سے بہتر انسان ہیں۔ میں ان کی طرف سے تمہارے پاس بھیجا ہوا قاصد ہوں۔ وہ مقامِ حاجر تک تشریف لا چکے ہیں آپ لوگ آگے بڑھ کر اُن کا استقبال کریں اور اُن سے جو وعدہ کیا تھا اُس کو پورا کریں۔ اس کے بعد ابن زیاد کو سخت کوسا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دعائے مغفرت کی۔

قاصد حسین کا قتل:

ابنِ زیاد اس دلیری پر بہت حیران ہوا اور حکم دیا کہ قیس بن مسہر رحمہ

اللہ کو چھت سے نیچے گرا دیا جائے۔ سپاہیوں نے آپ کو چھت نے گرایا اور آپ جامِ شہادت نوش کر گئے۔

شہادت مسلم بن عقیل کی اطلاع:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ مسلسل کوفہ کی طرف بڑھ رہے تھے جب آپ مقام ثعلبیہ تک پہنچے تو محمد بن اشعث نے کا قاصد آپ سے ملا اور حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع دی۔

قافلہ حسینی کی باہمی مشاورت:

اس موقع پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بعض ساتھیوں کی طرف سے یہ اصرار ہوا کہ آپ کو مزید آگے نہیں جانا چاہیے کیونکہ جس مقصد کے لیے آپ نے سفر شروع کیا تھا (لوگوں سے بیعت لے کر یزید کے ظلم کو ختم کرنا) اب وہ مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔ آثار یہی نظر آرہے ہیں بلکہ اس بات کو قوی اندیشہ ہے کہ کوفہ کے جن لوگوں نے آپ کو یہاں آنے کی دعوت دی تھی، آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتے تھے وہی غداری کر کے آپ کے مقابلے پر اتر آئیں گے۔ اس لیے حالات کا تقاضا یہی ہے کہ مزید آگے کی طرف سفر نہ کیا جائے۔

جبکہ بعض ساتھیوں کی رائے یہ تھی کہ آپ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نہیں آپ کی شان اور مقام بہت بلند ہے ہمیں امید ہے کہ جب اہل کوفہ آپ کو دیکھیں گے تو آپ کے ساتھ ہو جائیں گے، اس لیے ہمیں آگے چلنا چاہیے۔ کیونکہ یہ لوگ اس سفر میں اس حقیقت کا مشاہدہ کھلی آنکھوں کے ساتھ کر رہے تھے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ جہاں پڑاؤ ڈالتے ہیں وہاں کے لوگ آپ کے

ساتھ دینے پر آمادہ ہو جاتے اور کچھ شریک سفر بھی بن جاتے تھے۔ یہ آگے بڑھنے کی ایک وجہ تھی۔

اور دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ آپ کے اس سفر میں شریک آلِ عقیل بھی تھے، حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کی خبر نے ان کو ہلا کر رکھ دیا۔ انہوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ عرض کی کہ ہم مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کا قصاص لیں گے یا پھر انہی کی طرح جام شہادت نوش کریں گے۔

عبد اللہ بن لقیط رضی اللہ عنہ کی شہادت:

ان اہم وجوہات کی بنیاد پر آپ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھنے کا فیصلہ کیا۔ جب آپ مقام زیالہ تک پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع ملی کہ آپ کے رضاعی بھائی عبد اللہ بن لقیط کو (جن کو راستے سے ہی آپ رضی اللہ عنہ حضرت مسلم بن عقیل کی طرف بھیجا تھا) قتل کر دیا گیا ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا جامع ترین خطبہ:

اس موقع پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے شرکاء قافلہ کو جمع کیا اور فرمایا کہ جن لوگوں نے ہمیں بلایا تھا انہوں نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے اب جس کا جی چاہے وہ یہاں سے واپس چلا جائے۔ میں کسی کی ذمہ داری اپنے سر پر نہیں لینا چاہتا۔

چند لوگوں کی واپسی:

آپ رضی اللہ عنہ کی اس بات کو سن کر ان لوگوں نے واپسی کی راہ لی جو

راستے میں آپ کے شریک سفر بنے تھے۔ اور صرف وہی لوگ آپ کے ساتھ رہ گئے جو مکہ مکرمہ سے آپ کے ساتھ چلے تھے۔

حر بن یزید کا لشکر:

آپ رضی اللہ عنہ مزید آگے بڑھے، مقام عقبہ تک پہنچے۔ وہاں سے آگے کی طرف چلے تو دور سے ایک لشکر کے آثار دکھائی دیے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قریب ایک پہاڑی تھی وہاں محاذ بنایا۔ ابھی انہی تیاریوں میں مصروف تھے کہ حر بن یزید (یہ یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کا بیٹا نہیں ہے، یہ وضاحت اس لیے کر دی گئی کہ "بن یزید" کے لفظ سے اسے یزید بن معاویہ بن ابی سفیان نہ سمجھ لیا جائے) ایک ہزار گھڑ سواروں کا لشکر لے کر آپ کے قافلے کے قریب پہنچ گیا۔ حُر بن یزید کو حصین بن نمیر نے اس طرف بھیجا تو اور حصین بن نمیر کو ابن زیاد نے مقرر کیا تھا۔ اور ابن زیاد کو یزید نے کوفہ کا حاکم بنایا تھا۔ گویا حر بن یزید بالواسطہ یزید کا فوجی افسر تھا جو ایک ہزار گھڑ سواروں کا لشکر لے کر یہاں تک پہنچ چکا تھا۔

نماز ظہر اور عصر کی ادائیگی:

ظہر کی نماز کا وقت قریب تھا اہل بیت کے قافلے نے نماز کی تیاری کی، حر بن یزید اور اس کے لشکر نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں ظہر کی نماز ادا کی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد کافی دیر تک بات چیت ہوتی رہی۔ اس کے بعد جب عصر کی نماز کا وقت ہوا تو قافلہ حسینی کے موذن نے عصر کی اذان دی، آپ رضی اللہ عنہ نے جماعت کرائی حر بن یزید نے اپنے لشکر سمیت یہ نماز بھی آپ

کی اقتداء میں ادا کی۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمع بین الصلوتین (ظہر اور عصر دونوں کو ظہر کے وقت میں ادا کرنے) کا نظریہ درست نہیں۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

اس موقع پر آپ رضی اللہ عنہ نے حر بن یزید اور اس کے لشکر کو مخاطب کرتے ہوئے ایک خطبہ ارشاد فرمایا:

حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا: لوگو! اللہ سے ڈرو اور اہل حق کا حق پہچانو! تو یہ اللہ کی رضا کا سبب ہو گا۔ ہم اہل بیت اس خلافت کے اُن لوگوں سے زیادہ حقدار ہیں جو حق کے خلاف اس کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور تم لوگوں پر ظلم کی حکومت قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اگر تم لوگ ہمارے حق سے ناواقف ہو یا اب تمہاری وہ رائے نہیں رہی جو تم نے مجھے خطوط میں لکھی ہے اور قاصدوں نے مجھ تک پہنچائی تھی تو میں (اپنے لشکر سمیت مدینہ منورہ) واپس لوٹ جاتا ہوں۔

حر بن یزید کی رکاوٹ:

حر بن یزید نے کہا کہ مجھے خطوط و وفود کا علم نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو حکم دیا انہوں نے دو بڑے تھیلے جن میں کوفیوں کے خطوط تھے وہ حر بن یزید کے سامنے انڈیل دیے۔ حر نے کہا کہ ہم یہ خطوط لکھنے والے نہیں ہمیں امیر کی طرف سے حکم ملا ہے کہ ہم آپ کو ہر قیمت ابن زیاد تک پہنچائیں۔

واپسی کا حکم:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے قافلے والوں کو حکم دیا کہ

سواریاں / سامان سفر کو تیار کرو اور سوار ہو کر مدینہ کی طرف چلو۔ آپ رضی اللہ عنہ کے حکم کی تعمیل میں سب لوگوں نے اپنی سواریاں / سامان سفر تیار کیا یہاں تک کہ سواریوں پر سوار بھی ہو گئے بلکہ عملی طور پر مدینہ کی طرف سفر بھی شروع کر دیا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حر بن یزید کا مکالمہ:

حر بن یزید نے رکاوٹ ڈالی اور کہنے لگا کہ میں آپ کو مدینہ کی طرف نہیں جانے دوں گا بلکہ ہر صورت تمہیں ابن زیاد تک پہنچاؤں گا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں بھی کسی صورت ابن زیاد کے پاس نہیں جانا چاہتا۔ حر بن یزید نے مزید یہ بھی کہا کہ مجھے آپ کے ساتھ قتال اور آپ کو قتل کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔

نہ کوفہ نہ مدینہ:

کافی دیر تک گفتگو ہوتی رہی، آخر کار یہی فیصلہ ہوا کہ نہ آپ واپس مدینہ جائیں اور نہ ہی ابن زیاد کے پاس کوفہ جائیں بلکہ ایک تیسرا راستہ اختیار کر لیں۔ جو نہ مدینہ جاتا ہو اور نہ ہی کوفہ جاتا ہو۔ اس بات پر اتفاق کے بعد آپ رضی اللہ عنہ مقام طُف (جسے بعد میں کربلا کا نام دیا گیا) کی طرف چل دیے۔

قافلہ حسینی کربلا میں خیمہ زن:

سفر کرتے کرتے محرم الحرام سن 61ھ کی دو تاریخ کو کربلا میں خیمہ زن ہوئے۔ اس سارے سفر میں حر بن یزید اپنے لشکر کے ہمراہ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ساتھ رہا۔ سفر کے دوران آپ رضی اللہ عنہ جو خطبے ارشاد فرماتے

اس سے حر بن یزید بہت متاثر ہوا۔

حر بن یزید کے نام ابن زیاد کا پیغام:

اسی دوران ابن زیاد کا قاصد حر بن یزید کے پاس آیا اور ایک خط حوالے کیا جس میں حر بن یزید کو یہ پیغام دیا گیا تھا کہ

میرا یہ خط تمہیں جہاں ملے تم اسی جگہ رک جاو اور حسین پر میدان تنگ کر دو۔ کوشش کرو کہ ایسی جگہ پر انہیں روکو جہاں پانی نہ ہو۔ میں نے اپنے قاصد کو یہ حکم دے دیا ہے کہ وہ اس وقت تک تمہارے ساتھ رہے گا جب تک تم میری بات پوری نہیں کر لیتے۔

حر بن یزید نے اس خط کا مضمون حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو سنا دیا اور عرض کی کہ میں مجبور ہوں۔

ہم پہل نہیں کریں گے:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے زہیر یا زبیر بن القین نے کہا کہ آپ دیکھ رہے ہیں ہر آنے والی گھڑی ہماری مشکلات میں اضافہ کر رہی ہے آپ ہمیں اجازت دیں ہم حر بن یزید اور اس کے لشکر سے لڑتے ہیں کیونکہ ان سے لڑنا اس قدر مشکل نہیں جس قدر ان کے پیچھے آنے والوں لشکروں سے لڑنا مشکل ہو گا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم لڑائی میں پہل نہیں کریں گے۔

عمر بن سعد کا لشکر کربلا میں:

آپ کربلا میں ہی تھے کہ دوسرے دن عمر بن سعد کو ابن زیاد نے چار

ہزار کا لشکر دے کر بھیجا، وہ چار ہزار فوجیوں کے ہمراہ کربلا پہنچا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے بات چیت کی، آنے کی وجہ پوچھی تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے سارا واقعہ بتلا دیا کہ میں خود نہیں آیا بلکہ اہلِ کوفہ نے مجھے بلایا ہے۔ اگر اب ان کی رائے بدل گئی ہے تو میں بھی واپس جانے کے لیے تیار ہوں۔

عمر بن سعد کا ابن زیاد کو خط:

عمر بن سعد نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی رائے سے ابن زیاد کو بذریعہ خط آگاہ کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ واپس جانے کو تیار ہیں۔

ابن زیاد کی ہٹ دھرمی اور ظلم:

ابن زیاد نے اس خط کے جواب میں عمر بن سعد کو یہ لکھا کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے سامنے صرف ایک بات رکھو کہ وہ یزید کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ جب وہ ایسا کریں گے تو ہم غور کریں گے کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کرنا ہے؟ عمر بن سعد کو مزید لکھا کہ حسین ابن علی رضی اللہ عنہما اور ان کے قافلے والوں پر پانی بند کر دو۔

پانی کی بندش اور 20 مشکیزوں کا حصول:

حسبِ حکم آپ رضی اللہ عنہ اور قافلے پر پانی بند کر دیا گیا یہ آپ کی شہادت سے 3 دن پہلے کا واقعہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی عباس بن علی رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ کچھ افراد کو ساتھ لے کر جاؤ اور پانی کے مشکیزے بھر لاؤ۔ انہوں نے 30 سوار اور 30 پیادہ لوگوں کو ساتھ لیا، عمر بن سعد کی فوج سے مقابلہ کرتے ہوئے بالآخر 20 مشکیزے پانی بھر لائے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی تین شرائط:

اس کے بعد عمر بن سعد نے آپ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ اس ملاقات میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے عمر بن سعد سے فرمایا کہ آپ لوگ میری طرف سے ان تین چیزوں میں سے کوئی ایک چیز کو اختیار کر لیں:

1: میں جہاں سے آیا ہوں مجھے وہاں (مدینہ منورہ) واپس جانے دیا جائے۔

2: مجھے موقع دیا جائے کہ میں یزید سے اس معاملہ میں بالمشافہ بات کر سکوں۔

3: میں اسلام کی سرحدوں میں سے کسی سرحد کی طرف جانا چاہتا ہوں مجھے جانے دیا جائے تا کہ وہاں اسلام کی حفاظت کر سکوں۔

عمر بن سعد کا ابن زیاد کے نام خط:

عمر بن سعد نے ابن زیاد کو خط لکھا جس میں یہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شرائط ذکر کرنے کے بعد لکھا کہ

اللہ تعالیٰ نے جنگ کی آگ بجھا دی ہے اور مسلمانوں کو ایک کلمہ (بات) پر متفق فرما دیا ہے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی پیش کردہ تین صورتوں میں سے جس کو اختیار کر لیا جائے اسی میں امت کی صلاح و فلاح ہے۔

شمر ذی الجوشن کی خباثت:

ابن زیاد کو جب یہ خط پہنچا تو وہ اس سے متاثر ہوا۔ لیکن بد قسمتی سے اس کے دربار میں شمر ذی الجوشن نامی شخص بیٹھا ہوا تھا اس کے دل میں اہل بیت کا بغض بھرا ہوا تھا۔ اس نے ابن زیاد کو کہا کہ آپ حسین بن علی کو مہلت دینا

چاہتے ہو کہ وہ مضبوط ہو کر تمہارے خلاف جنگ کرے۔ اگر وہ ابھی تمہارے ہاتھ سے نکل گئے تو دوبارہ تمہارے ہاتھ نہیں آئیں گے۔ مجھے تو اس میں عمر بن سعد کی ملی بھگت اور سازش کی بو آرہی ہے۔ اس لیے آپ ایسے کریں کہ ایک مرتبہ آپ حسین بن علی کو اپنے دربار میں بلا لیں جب وہ آپ کے پاس آجائے تو آپ کی مرضی آپ معاف کریں یا (یزید کی بیعت نہ کرنے پر) سزا دیں۔

شمر ذی الجوشن کے ہاتھ عمر بن سعد کو خط:

ابن زیاد نے شمر ذی الجوشن کی رائے کو قبول کیا اور اسی مضمون کا خط عمر بن سعد کو لکھا اور یہ خط شمر ذی الجوشن کے ہاتھ عمر بن سعد کے پاس بھیجا۔ مزید یہ تاکید بھی کی کہ اگر عمر بن سعد بات مان لے تو ٹھیک ورنہ تم اسے قتل کر دینا اور اس کے بعد میری طرف سے لشکر کے امیر خود بن جانا۔

ابن زیاد کا خط عمر بن سعد کے نام:

بعد از سلام! میں نے تمہیں اس لیے نہیں بھیجا کہ تم جنگ سے بچو، ان کو مہلت دو یا پھر ان کی سفارش کرو۔ اگر حسین اور اس کے ساتھی میرے حکم پر صلح کرنا اور میرے پاس آنا چاہتے ہیں تو ان کو حفاظت کے ساتھ یہاں پہنچا دو۔ ورنہ ان سے فیصلہ کن جنگ کرو یہاں تک کہ ان کو قتل کر دو۔ پھر ان کی لاشوں کا مثلہ کرو (اعضائے جسم کو کاٹ)۔ کیونکہ وہ اسی کے مستحق ہیں، قتل کے بعد گھوڑوں کی ٹاپوں سے ان کو روند ڈالو۔ اگر تم نے میرے حکم کی تعمیلی کی تو تمہیں ایک فرمانبراد کی طرح انعام ملے اور اگر تم میرے حکم کی تعمیل نہیں کر سکتے تو لشکر چھوڑ دو اور لشکر کی قیادت شمر ذی الجوشن کے حوالے کر دو۔

عمر بن سعد کے نام ابن زیاد کا خط:

محرم کی نو تاریخ کو شمر ذی الجوشن عمر بن سعد کے پاس پہنچا، اس کے سامنے ابن زیاد کا خط رکھا۔ عمر بن سعد سمجھ گئے کہ یہ شمر کی خباثت و شرارت ہے۔ عمر بن سعد نے شمر ذی الجوشن سے کہا کہ تم نے بڑا ظلم کیا، مسلمانوں کا ایک بات پر اتفاق ہو رہا تھا لیکن تم نے دوبارہ جنگ کی آگ بھڑکانے کی کوشش کی ہے اور خط حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کر دیا۔

خواب میں زیارت رسول ﷺ:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ابن زیاد کی بات ماننے سے انکار کیا اور فرمایا کہ ذلت سے موت بہتر ہے۔ اسی دوران آپ کو خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب آپ ہمارے پاس آنے والو ہو۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی آواز بلند ہوئی، آپ کی ہمشیرہ سیدہ زینب بنت علی رضی اللہ عنہما آپ کے پاس آئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خواب سنایا جسے سن کر رونا آگیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں صبر کی تلقین کی۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا شمر کے نام پیغام:

کچھ دیر کے بعد شمر کا لشکر آپ کی طرف بڑھنے لگا، آپ رضی اللہ عنہ کے بھائی عباس بن علی رضی اللہ عنہما آگے بڑھے ان سے بات کی شمر نے بلا مہلت قتال کا اعلان کیا۔ عباس بن علی رضی اللہ عنہما نے آکر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بتایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے شمر کے نام پیغام بھیجا کہ آج رات قتال کو ملتوی کرو۔ میں نے قافلے والوں کو کچھ وصیتیں اور نصیحتیں کرنی ہیں۔ دعا،

مناجات اور استغفار میں مشغول ہونا چاہتا ہوں۔

شمر، ابن زیاد وغیرہ نے باہمی مشورے سے اس بات کو قبول کر لیا اور واپس چلے گئے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے قافلے والوں کو نہایت پر جوش انداز میں خطبہ دیا، جس میں فرمایا:

میں اللہ کا ہر حال میں شکر ادا کرتا ہوں، راحت میں بھی اور مصیبت میں بھی...... میرے علم کے مطابق آج کسی شخص کے ایسے وفادار ساتھی نہیں ہیں جو جیسے میرے ساتھی ہیں اور نہ کسی کے اہل بیت میرے اہل بیت سے زیادہ ثابت قدم نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو میری طرف سے جزائے خیر دے، ہو سکتا ہے کہ کل کا دن ہمارا آخری دن ثابت ہو اس لیے میری طرف سے اجازت ہے کہ آپ لوگ رات کی تاریکی میں یہاں سے دور چلے جائیں، میرے اہل بیت کو بھی ساتھ لے جائیں کیونکہ دشمن صرف میرا طلب گار ہے جب مجھے پالے گا تو دوسروں کی طرف متوجہ نہیں ہو گا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے سب رفقاء نے وفاداری کا یقین دلاتے ہوئے کہا ہم آپ کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو وصیت:

اس موقع پر حضرت زینب بنت علی رضی اللہ عنہما بے قرار ہو گئیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں تسلی دی اور صبر کی تلقین کرتے ہوئے بطور وصیت فرمایا: میری بہن! میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ میری شہادت کی خبر سن کر تم

کپڑے نہ پھاڑنا، سینہ کوبی نہ کرنا اور چلا کر رونے (نوحہ کرنے) سے بچنا۔

عاشوراء کی رات:

تمام حضرات نے اپنے رب کے حضور آہ زاری کرتے ہوئے رات گزاردی۔ دشمن کے مسلح سوار ساری رات خیموں کے گرد گھومتے رہے۔

صفوں کی ترتیب:

آخر دس محرم بروز جمعۃ المبارک فجر کی نماز کے بعد عمر بن سعد اپنے لشکر کے ساتھ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قافلے کی طرف بڑھنا شروع ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے ساتھیوں کی صفیں قائم کیں۔ 23 سوار اور 40 پیدل کل 72 افراد تھے۔

حر بن یزید کی لشکر حسینی میں شرکت:

عمر بن سعد نے اپنے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ ہر ایک حصے کا الگ الگ امیر مقرر کیا۔ ان میں سے ایک حصے کا امیر حر بن یزید تھا۔ جو سب سے پہلے ایک ہزار کا لشکر دے کر مقابلے کے لیے بھیجا گیا تھا۔ کافی دنوں سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہ رہا تھا۔ مقابلہ شروع ہوا تو حر بن یزید نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور لشکر حسینی میں شامل ہو گیا۔

حر بن یزید کی معافی اور شہادت:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے عرض کی: میری ابتدائی غفلت اور آپ کو واپسی کا راستہ نہ دینے کے نتائج کو میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ قسم بخدا! مجھے یہ اندازہ نہیں تھا کہ یہ لوگ آپ کے خلاف اس حد تک پہنچ جائیں گے

اور آپ کی بات نہیں مانیں گے اگر مجھے یہ اندازہ ہوتا تو میں آپ کو راہ دے دیتا۔ مجھے معاف فرمایئے اور اپنے لشکر کا سپاہی سمجھیے چنانچہ یہ اسی میدان میں لشکر حسینی کا حصہ بن کر جام شہادت نوش کر گئے۔

دشمنوں کی سفاکی:

عمر بن سعد اپنے لشکر کے ساتھ حملہ آور ہوا باقاعدہ لڑائی شروع ہوئی۔ یزیدی لشکر جو ابن زیاد، عمر بن سعد اور شمر ذی الجوشن کی قیادت میں اہل بیت سے لڑ رہا تھا ان کے متعدد افراد ہلاک ہوئے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لشکر کے 72 افراد شہید ہوئے۔ دشمنوں نے انتہائی سفاکی اور بیدردی سے اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کے دودھ پیتے بچوں کو بھی خون میں نہلانے اور قتل کرنے سے دریغ نہ کیا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت:

زرعہ بن شریک نے نواسہ رسول حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بائیں کندھے پر تلوار کا وار کیا، کمزوری سے پیچھے کی طرف ہٹے تو سنان بن ابی عمرو بن انس نخعی نے نیزہ مارا جس سے شانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سوار زمین پر آ گا۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر آپ کے سر مبارک کو جسم سے جدا کر دیا۔

آفتاب اہل بیت غروب ہو گیا:

جنت اپنے سردار کا راہ تک رہی تھی دسویں محرم کا ڈوبتا سورج اپنے ساتھ آفتاب اہل بیت کے وجود کو دنیا والوں سے اوجھل کر گیا لیکن اس کی کرنیں تا صبح قیامت روشنی بکھیرتی رہیں گی۔

شہدائے کربلا کی بے حرمتی:

بدبخت ابن زیاد کا حکم تھا کہ قافلہ حسینی کے شہداء کو گھوڑوں کے ٹاپوں سے روند ڈالو۔ عمر بن سعد نے چند سواروں کو اس کا حکم دیا انہوں نے یہ بھی کر دیا اور اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک اجسام کی بے حرمتی کرنے لگے۔

ظلم بالائے ظلم:

خولی بن یزید اور حمید بن مسلم اہل بیت کے شہداء کے مبارک سروں کو لے کر ابن زیاد کے دربار میں آئے۔ ابن زیاد نے لوگوں کو جمع کیا۔ سب کے سامنے اس بدبخت نے انتہائی گستاخی کرتے ہوئے اپنی چھڑی کے ذریعے نواسہ رسول کے ہونٹوں (بوسہ گاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ کھیلنے لگا۔

ارے ابن زیاد ارے بدبخت:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اس مجلس میں موجود تھے ضعیف العمر ہونے کے باوجود قوی الایمان تھے، ابن زیاد سے فرمانے لگے: ارے بدبخت! اپنی چھڑی کو ان مبارک ہونٹوں سے دور کر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ وہ ان کا بوسہ لیا کرتے تھے۔

اس کے بعد اہل بیت کے قافلے (خواتین اور بچوں) کو کوفہ کی طرف لے جایا گیا۔ تفصیل آئندہ قسط میں ان شاء اللہ

جاری ہے

والسلام

پیر، 8 اگست، 2022ء